الواح الصناديد

(پروفیسر محمد اسلم، شعبۂ تاریخ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور)

شیخ عبدالقادر، مدیر مخزن کی قبر سے دس میٹر جانب شمال مشرق مشہور شاعر احسان دانش کی قبر ہے۔ اُن کی قبر کا ذکر پہلے الواح الصناديد میں آچکا ہے لیکن اُس وقت اس پر کتبہ نصب نہیں تھا، اب ان کی قبر پر کتبہ لگ گیا ہے اور اس پر یہ عبارت منقوش ہے:

یا اللہ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — یا محمدؐ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

شاعر مزدور

حضرت احسان دانشؒ

مرید خاص حضرت حافظ تفضل حسینؒ

(معروف بہ بھگڑے[1] والے پیر)

تاریخ وفات ۲۲ مارچ ۱۹۸۲ء

---

[1] میرے خیال میں صحیح لفظ بگھرہ (ضلع مظفر گڑھ) ہونا چاہیئے۔

دانش میں خوفِ مرگ سے مطلق ہوں بے نیاز
میں جانتا ہوں موت ہے سنّت حضورؐ کی

احسان دانش کی ابدی آرام گاہ سے چالیس میٹر جانب جنوب ان کی والدہ مرحومہ محوخواب ابدی ہیں۔ ان کی قبر کے کتبے پر یہ عبارت درج ہے:

۷۸۶
مرقد
والدہ شاعر مزدور احسان دانش
۱۹۵۸ء

حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہٗ کا ذکر الواح الصنادید میں ہو چکا ہے۔ اس وقت اُن کی قبر پر کتبہ نہیں لگا تھا۔ موصوف امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے شاگرد رشید اور داماد تھے۔ انھوں نے حضرت سندھیؒ سے شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی تعلیمات کی روشنی میں قرآن حکیم کا درس لیا اور اِسے عام کیا۔ ان کی قبر آغا حشر کاشمیری اور خواجہ عبدالحیٔ فاروقی کی قبروں سے تین چار میٹر جانب جنوب مشرق ہے۔ ان کے لوحِ مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
تربت
شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ
تاریخ وصال ۱۷رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ
مطابق ۲۳ فروری ۱۹۶۲ء بروز جمعۃ المبارک

حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی قبر سے متصل جانبِ قبلہ اُن کے فرزند ارجمند مولانا عبید اللہ انور قدس سرہٗ کی آخری آرام گاہ ہے۔ مرحوم راقم الحروف پر بڑے مہربان تھے اور کبھی کبھی میرے غریب خانہ پر قدم رنجہ فرما کر میری عزت بڑھایا کرتے تھے۔ اُن کے لوحِ مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

یا حی   یا قیوم

موت العالِم موت العالَم

مرقد اطہر

جانشین شیخ التفسیر امام الہدیٰ

حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ

وفات ۵ شعبان المعظم ۱۴۰۵ھ

ان حضرات کی قبروں سے پندرہ سولہ میٹر جانب شمال مشرق میاں محمد شفیع کی ابدی آرام گاہ ہے۔ مرحوم لاہور اور ملتان کے ڈپٹی کمشنر رہے ہیں۔ انھوں نے "۱۸۵۷ء" کے عنوان سے ایک ضخیم کتاب لکھی تھی جو ۱۹۵۷ء میں جنگ آزادی ...... کی سو سالہ تقریب کے موقع پر شائع ہوئی تھی۔ ان کی قبر کے کتبے پر یہ عبارت درج ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آخری آرام گاہ

میاں محمد شفیع   ستارۂ خدمت

سکریٹری منصوبہ بندی مغربی پاکستان

تاریخ ولادت ۱۰؍فروری ۱۹۱۰ء

تاریخ وفات ۱۵؍دسمبر ۱۹۶۶ء

گذر گیا ہے چمن سے مثالِ ابرِ بہار
روش روش پہ نئے گلستاں کھلائے ہوئے
مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنجہائے گرانمایہ کیا کیے

ابوسعید انور کی قبر سے پندرہ بیس میٹر جانب شمال مشرق مدرسۃ البنات جالندھر و لاہور کے بانی مولانا عبدالحق عباس محو خواب ابدی ہیں۔ ان کے لوح مزار پر یہ عبارت منقوش ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ
فادخلی فی عبادی و ادخلی جنتی

ترجمہ: اے مطمئن روح تو اپنے رب (کے جوارِ رحمت) کی طرف لوٹ چل کہ تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش۔ پھر تو میرے خاص بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

آغاجی مولانا عبدالحق عباس

بانی

مدرسۃ البنات

تاریخ پیدائش ۲؍اپریل ۱۸۸۲ء

تاریخ وفات یکم اپریل ۱۹۷۰ء

شمس العلماء علامہ احسان اللہ خاں درّانی تاجور نجیب آبادی کے مزار کا ذکر الواح الصنادید میں ہو چکا ہے لیکن اُس وقت ان کی قبر پر کتبہ نصب نہیں تھا۔ میں نے ان کی قبر کی نشان دہی کی تو جناب عبدالصمد صارم نے اس پر کتبہ لگوا دیا لیکن تاریخ کندہ کروانے میں غلطی ہو گئی۔ علامہ صاحب کا انتقال ۳۰ جنوری ۱۹۵۱ء کو صبح ساڑھے چار بجے ہوا تھا اور راقم الحروف نے ان کی نماز جنازہ اور تدفین میں شرکت کی تھی۔ روزنامہ نوائے وقت بابت یکم فروری ۱۹۵۱ء میں بھی یہی تاریخ اور وقت درج ہے۔

علامہ تاجور نجیب آبادی بڑے اونچے پایہ کے شاعر تھے۔ احسان دانش، پنڈت ہری چند اختر اور میلا رام وفا کا شمار ان کے ارشد تلامذہ میں ہوتا ہے، علامہ مرحوم کا یہ شعر تو ضرب المثل بن چکا ہے:

نہ تم بدلے نہ دل بدلا نہ دل کی آرزو بدلی
میں کیونکر اعتبار انقلابِ آسماں کر لوں

ان کے لوحِ مزار پر یہ عبارت منقوش ہے:

مرقد
شمس العلماء علامہ تاجور نجیب آبادی
۲۹ جنوری ۱۹۵۱ء

غازی علم الدین کے احاطۂ مزار کے شمال مشرقی کونے میں شیخ عطاء اللہ کی ابدی آرام گاہ ہے۔ موصوف مرے کالج سیالکوٹ میں پڑھا چکے ہیں۔ انھوں نے اردو زبان میں اقتصادیات کے موضوع پر سب سے پہلی کتاب لکھی تھی۔ ۱۹۴۲ء میں انھوں نے علامہ اقبال کے خطوط جمع کرنے پر توجہ دی اور اس کام کو بڑے سلیقے

سے انجام دیا۔ ان کے فرزند ارجمند مختار مسعود لاہور ڈویژن کے کمشنر رہ چکے ہیں ان کے مزار کا کتبہ فن خطاطی کا شاہکار ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم خط طغریٰ میں، قرآنی آیت و دعا خط ثلث میں اور مرحوم کا نام اور تاریخ وفات خط نستعلیق میں مرقوم ہیں۔ کتبے کی عبارت یوں ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا

عذاب النار

وادخلنا الجنۃ مع الابرار یا عزیز یا غفار

یارب العالمین

شیخ عطاء اللہ مرحوم ومغفور

وصال ۲۷ اپریل ۱۹۶۸ء بعمر ۷۲ سال

لگا ہے یا رسول اللہ لگا ہے

غازی علم الدین کی قبر سے ۲۵ میٹر جانب جنوب، محمد مالک شہید کے قدموں میں ایک بلند چبوترے پر لاہور کے معروف عالم دین مفتی غلام جان ہزاروی کی ابدی آرام گاہ ہے۔ ان کے لوح مزار پر عبارت کندہ ہے :

یا اللہ جل جلالہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۷۸۶

۹۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

موت العالم موت العالم

مرقدِ منور

فاضل اجل مفتی اعظم قبلہ عالم حضرت علامہ ابو المظفر مولانا محمد غلام جان

قادری رضوی ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفۂ مجاز

امام اہلسنت اعلیٰحضرت مجدد دین و ملت حضرت مولانا محمد احمد رضا خان

قادری بریلوی قدس سرہ

تاریخِ وصال

در بست و پنج محرم بگذشت زیں جہان

اسم شریف اورا مفتی غلام جان

در سال سیزدہ صد و ہفتاد و نُہ بروز

شنبہ بوقت نیم و یک شد داخل جنان

۲۵ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ

یکم اگست ۱۹۵۹ء

پسران

محمد مظفر اقبال ۔ محمد اشرف ۔ غلام صابر ۔ غلام مصطفیٰ

میاں صاحب کے جس خطے میں عابد علی احمد اور عبد العزیز فلک پیما کی قبریں ہیں،
سی خطے میں حضرت نذر محی الدین قادری فاضلی بٹالوی کے روضہ سے ۲۰ میٹر جانب مغرب
ڈاکٹر سید ظفر الحسن محو خواب ابدی ہیں۔ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی کو اُن سے
شرف تلمذ ہے بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ پاکستان میں فاروقی صاحب
ان کے افکار کے سب سے بڑے ترجمان ہیں۔ سید صاحب کے لوحِ مزار پر یہ

عبارت منقوش ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کل نفس ذائقۃ الموت

مرقد الحاج ڈاکٹر سید ظفر الحسن

(ایم اے، ایل ایل بی ، پی ایچ ڈی ، ڈی فل)

(ابن خاں صاحب سید دیوان محمد رئیس کھرڑ ضلع انبالہ)

پروفیسر فلسفہ و صدر شعبۂ فلسفہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

تاریخ وفات دوشنبہ ۲۲ر شعبان ۱۳۶۸ھ

مطابق ۱۹ر جون ۱۹۴۹ء

اللھم اغفرلہ و ارحمہ ۔ آمین

ڈاکٹر سید ظفر الحسن کی قبر سے متصل جانب قبلہ اُن کے سُسرا ور مشرقی پنجاب کے مشہور سیاست داں اور تبلیغی جماعت کے روح رواں سید غلام بھیک نیرنگ کی قبر ہے۔ جس زمانے میں سوامی شردھانند نے شدھی تحریک کا ڈول ڈالا۔ اسی زمانے میں مولانا محمد الیاس کاندھلوی خواجہ حسن نظامی اور غلام بھیک نیرنگ مسلمانوں کو ارتداد سے بچانے پر کمربستہ ہو گئے۔ غلام بھیک نیرنگ نے انبالہ سے "تبلیغ" کے نام سے ایک ماہانہ رسالہ جاری کیا، جس کے چند پرچے راقم الحروف کی ذاتی لائبریری میں محفوظ ہیں ۔ ان کے لوحِ مزار پر یہ عبارت درج ہے :

۷۸۶

تلک الدار الاٰخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علواً فی الارض ولا فساداً و العاقبۃ للمتقین

مرقد

الحاج سید غلام بھیک نیرنگ عفا اللہ عنہ

خلف سید قاسم علی ترمذی رضوی غفر لہ ساکن دورانہ ضلع انبالہ

وکیل انبالہ ناظم عمومی جمعیۃ مرکزی تبلیغ الاسلام انبالہ شہر

و ممبر مرکزی اسمبلی ہندوستان و ممبر مجلس دستور ساز پاکستان

تاریخ وفات ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۲ء

مطابق ۲۶ محرم الحرام ۱۳۷۲ھ

مادہ تاریخ وفات

میر غلام بھیک نیرنگ پارسا

۱۹۵۲ء

یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ

فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی

سید ظفر الحسن کے سرہانے، ان کے قریبی عزیز اور سید غلام بھیک نیرنگ کے برادر زادے سید محمد قاسم رضوی مدفون ہیں۔ ان کے لوحِ مزار پر یہ عبارت منقوش ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یاحی　　　　یاقیوم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا ومولنا وحبیبنا محمد النبی الامی

وعلی الہ واصحابہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک وبعدد

خلفك ورضی نفسك وزنة عرشك ومداد كلمات تك

استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحي القیوم واتوب الیه

اللہ لا الہ الا ھو الحي القیوم لا تاخذہ

سنة .... وھو العلی العظیم

سید محمد قاسم رضوی

وفات ۶ر جون ۱۹۷۵ء لاہور

خدا مغفرت کرے

لوح مزار کے علاوہ ان کی قبر کے تعویذ پر یہ عبارت درج ہے:

سید محمد قاسم رضوی

زمانہ طالب علمی

پنجاب اور پاکستان مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے سرگرم کارکن

زمانہ ملازمت

ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ و لائل پور

کمشنر سرگودھا ڈویژن

ڈائریکٹر سول سروس اکیڈمی لاہور

وفات

۶ر جون ۱۹۷۵ء لاہور

خدا مغفرت کرے

میانی صاحب کے خطہ باغ گل بیگم میں پروفیسر محمد شجاع الدین کا مزار ہے۔
موصوف نامور مؤرخ سید عبد القادر کے شاگرد رشید اور دیال سنگھ کالج لاہور

میں تاریخ کے استاد تھے۔ انھوں نے اپنے استادِ گرامی کے ساتھ مل کر تاریخ ہند و پاکستان اور تاریخ اسلام لکھی تھیں جو انٹرمیڈیٹ کے نصاب میں شامل تھیں۔ مرحوم نے انگریزی زبان میں نور جہاں کے بارے میں ایک کتاب لکھی تھی اور اسرار احمدی کو بڑے سلیقے کے ساتھ مرتب کیا تھا۔ ان کے تحقیقی مضامین پاکستان کے اکثر علمی جرائد میں چھپتے رہتے ہیں۔ قدیم لاہور کے بارے میں انھیں بہت معلومات تھیں۔ راقم الحروف کی توجہ پرانی عمارتوں اور قبروں کی طرف انھوں نے ہی دلائی تھی۔ میں نے طہماس نامہ کا انتساب ان ہی کے نام کیا ہے۔ ان کا انتقال شادی کے دو سال بعد ۴۲ سال کی عمر میں ہوا اور اولاد جیسی نعمت سے محروم رہے۔ ان کے لوحِ مزار پر یہ عبارت کندہ ہے:

یا اللہ　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　یا محمد

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مزار حسرت آیات :

پروفیسر شجاع الدین

پئے دیدار آیم بر مزارے　　　توانم دید شاید آں نگارے
چرا در گِل روی اے گُل عذارے　　　دلم سوزد دریں سینہ نگارے

زیرِ تہِ خاک آنکھوں کا نور　　　شادی کے جوڑے میں روتی ہے حور
سینہ میں پنہاں جلتا ہوا طور　　　یہ کیا دکھایا یا ربِ غفور

انجام اور اتنا قریب　　　دورِ جوانی کتنا مہیب
آہوں میں اشکوں میں ذکرِ حبیب　　　کچھ بھی نہ کر پائے سارے طبیب

یہ آندھیاں اور ایسی بہاریں — کن کن کو ڈھونڈیں کن کو پکاریں
بڑی پیاری قدریں بنی یادگاریں — لٹا کرتی ہیں اس طرح کب بہاریں

کجا روزِ روشن کجا کالی رات — بڑا مختصر ہے فریبِ حیات
فریبِ نظر ہے حیات و ممات — جہانِ الم ہے یہ سب کائنات

(بیگم شجاع الدین) (محمودہ سوز)

عمر بیالیس سال

تاریخ وفات ۲۳ر رمضان ۱۴۰۱ھ

مطابق ۲۷ر جنوری ۱۹۶۵ء بوقت ۹ بجے صبح

گارڈن ٹاؤن لاہور کے قبرستان میں شاکر علی مصوّر کی قبر سے تیس میٹر جانب شمال اور مولانا مرتضیٰ احمد خاں میکش کی قبر سے تیس میٹر جانب مشرق ڈاکٹر محمد صادق کی ابدی آرام گاہ ہے۔ انھوں نے "محمد حسین آزاد، احوال و آثار" کے موضوع پر تحقیقی مقالہ لکھ کر پنجاب یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی تھی۔ انھوں نے SEVEN ONE ACTS ، ریاض الادب ، "آبِ حیات کی حمایت میں اور دوسرے مضامین"، آپ بیتی (غیر مطبوعہ) A HISTORY OF URDU LITERATURE ، ابوالاثر حفیظ (غیر مطبوعہ) اور TWENTIETH CENTURY URDU LITERATURE جیسی کتابیں لکھی ہیں۔ ۱۹۸۵ء میں نعیمہ منیر راؤ نے "ڈاکٹر محمد صادق، تحقیقی و تنقیدی مقالہ" لکھ کر پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے کی ڈگری لی ہے۔ نعیمہ راؤ کے خیال میں ان کی تحقیق میں کافی جھول ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے مزار پر یہ عبارت منقوش ہے :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ — یا محمدؐ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کل من علیہا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذو الجلال والاکرام

مرقد مطہر

جناب ڈاکٹر محمد صادق صاحب

تاریخ وفات

۱۷ر جون ۱۹۸۴ء بمطابق ۱۷ر رمضان ۱۴۰۴ھ بروز اتوار

از جہاں سوئے جناں رفت محمد صادق — صاحب علم و ہنر بود عمیم الاحساں
زندگی کرد بسر بہر فروغِ علمی — شد زبان و قلمش فیض رساں بہرِ جہاں
درس و تدریس و تعلم بہ تصانیف لطیف — بہ ہمیں ذوق و تجسس سفرِ عمر رواں
جادۂ زیست فروزاں شدہ از حسنِ عمل — منزلے یافت کہ باقیست ازاں حمدِ زباں

فضلِ حق شامل حال شفاعت ز رسول

گفت ہاتف کہ درین مغفرت و راہِ جناں

۱۹۸۴ء

ڈاکٹر محمد صادق، ڈاکٹر تصدق حسین خالد کے برادر بزرگ تھے اور مرحوم ٹیلی ویژن پر انٹرویو دیتے ہوئے حرکت قلب بند ہونے سے انتقال کر گئے تھے۔ اس منظر کو لاکھوں ناظرین نے پردۂ سکرین پر دیکھا۔ ان کا انتقال ۸۶ برس کی عمر میں ہوا۔

پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس کے قریب دارالسلام کے نام سے لاہوری احمدیوں کی ایک چھوٹی سی بستی ہے اور ان کا اپنا قبرستان ہے۔ اس قبرستان میں شیخ عبدالرحمٰن مصری اور حکیم عبدالوہاب عمر ابن خلیفہ نورالدین بھیروی جیسے افراد مدفون ہیں۔ اسی

قبرستان میں مولوی صدر الدین، امیر جماعت احمدیہ (لاہوری گروپ) کی ابدی آرامگاہ ہے۔
مولوی صاحب، مولانا عبید اللہ سندھی، مولوی برکت اللہ بھوپالی اور اقبال شیدائی کے
ساتھیوں میں سے تھے۔ جس زمانے میں یہ حضرات ترکی، روس اور اٹلی میں جلا وطن
زندگی گذار رہے تھے، مولوی صدر الدین برلن کی مسجد میں خطابت کے فرائض
دے رہے تھے۔ مولانا سندھی کے مکاتیب میں ان کا کئی بار ذکر آیا ہے۔ ان کی قبر
پر جو لوح نصب ہے، اس پر یہ عبارت درج ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

رب اغفر وارحم وانت خیر الرّٰحمین

حضرت امیر قوم مولٰنا صدر الدین

تاریخ پیدائش

یکم جنوری ۱۸۸۱ء مطابق ۱۲۹۹ھ

تاریخ وفات

۱۵ نومبر ۱۹۸۱ء بمطابق ۱۰ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

مولوی صدر الدین کی اہلیہ کی قبر بھی اسی قبرستان میں ہے۔ ان کا انتقال مورخہ
۱۳ جون ۱۹۷۹ء کو ہوا تھا۔ راقم الحروف نے مولوی صاحب کو اقبال شیدائی کے
جنازے پر دیکھا تھا۔ جس وقت موصوف پہنچے اس وقت شیدائی صاحب کی نماز جنازہ
ہو چکی تھی۔ مولوی صدر الدین نے چند ساتھیوں کے ہمراہ دوبارہ نماز جنازہ ادا کی۔
اقبال شیدائی حنفی العقیدہ مسلمان تھے۔ مولوی صاحب نے پرانے تعلقات کی
بنیاد پر ان کے جنازے میں شرکت کی تھی۔